اداریہ

(EDITORIAL)

نعت گوئی کا اولین نقش

سراہنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ ہر اچھی چیز، ہر اچھی بات اور ہر اچھے شخص کی تعریف فطری ہوتی ہے۔ بچہ بھی اپنی زبان بے زبانی میں برجستہ تعریف کرتا ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر تعریف فطری ہوتی ہے۔اب تک معلوم وظاہر مخلوقات میں انسان ہی وہ ہے جو فطرت کے خلاف بول سکتا ہے اور چل سکتا ہے۔ وہ تعریف دبا بھی سکتا ہے بلکہ سچی تعریف کے موقع پر مذمت بھی کر سکتا ہے۔ وہیں جھوٹی تعریف کے پل بھی باندھ سکتا ہے، زمین وآسمان کے قلابے ایک بھی کر سکتا ہے۔ یہ سب انسان قصداً کرتا ہے۔شاید اسی بات کے پیش نظر سراہنے والی نظم کو قصیدہ کہا جاتا ہے۔لفظ قصیدہ قصد سے نکلا ہے۔غزل کے مقابلہ میں وہ نظم جو قصداً کہی جائے۔(غزل تو ہو جاتی ہے لیکن قصیدہ نظم کیا جاتا ہے۔مزے کی بات ہے، عروضی اصطلاح میں قصیدہ میں مدح وذم دونوں ہو سکتی ہے، لیکن عام طور سے قصیدہ مدحیہ نظم ہی کو کہتے ہیں۔انسان کی خلافِ فطرت روش کا سب سے زیادہ، سب سے غالب (یوں کہا جائے کہ قہر وغلبہ والا) استعمال (بلکہ استحصال) شاہی نے کیا ہے۔شاہی نے قصیدہ کو دربار میں ایسا مقید کیا کہ یہ درباری صنف سمجھ لیا گیا۔

یہاں 'درباری' قصیدہ کی بات مقصود نہیں ہے بلکہ اس سراہنا کی بات کرنا ہے جو فطری ہوتی ہے۔اس غیر درباری قصیدہ کی مرتب تاریخ کی توقع نہیں کی جا سکتی کیونکہ تاریخ خود سراسر درباری ہوتی ہے، وہ دربار کے باہر جھانک بھی نہیں سکتی۔اگر جھانکتی بھی ہے تو خلفشار وہیجان یا 'بغاوت' سے ٹکرا کر واپس آجاتی ہے۔بہر حال فطری مدح کی تاریخ کے سلسلہ میں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ماقبل تاریخ کے دور میں جب بھی انسانی شعور نے کنمنانا شروع کیا تبھی سے مدح کی تاریخ کی ابتدا ہوتی ہے۔

سچی مدح کا محور ومرکز اگر خیر خلق، صاحب لولاک' محبوب خالق ہستی ہو تو وہ مدح کتنی سچی فطری (بلکہ خدا والی) ہوگی، تصور نہیں کیا جا سکتا۔اس مدح میں جس کو اولیت کا امتیازی اعزاز حاصل ہو، اس عالی فکر شخصیت کی شان ومنزلت کی یکتائی پر کوئی دورائے نہیں ہو سکتی۔پھر اگر مدح کے وقت ممدوح کا بچپن ہو، یعنی عالم ظاہر میں اس کی شخصیت کے خطوط واضح نہ ہوئے ہوں۔ایسے میں اس کی مدح کرنا مداح کا غیر معمولی کارنامہ ہے جو مداح کی منفرد نظر کی دلیل ہے۔یہ خدائی انتظام بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے محبوب ''محمدؐ'' (سب سے زیادہ سراہا ہوا) کی مدح کا غیر معمولی اجرا، کرانا چاہتا ہو۔یہ مداح کوئی اور نہیں، خود اس کے محبوب کا مربی وسرپرست جناب ابوطالبؑ ہیں۔اس طرح جناب ابوطالبؑ نعت گوئی اور منقبت گوئی کے موجد قرار پاتے ہیں بعد میں جو بھی نعت ومنقبت کہے گا وہ جناب ابوطالبؑ کے نقش قدم پر چلنے والا کہا جائے گا۔اور جناب ابوطالبؑ کو یہ کہنے کا حق ہوگا۔

اس رنگ میں جو جو کہے شاگرد ہے میرا

اس اولین نعت کے حوالہ سے ایک مفید مضمون ہمارے موجودہ شمارہ کی زینت ہے۔امید ہے ہمارے ناظرین کرام کا ذوق نظر اس کو خوش آمدید کہے گا۔

م۔ر۔عابد